قانون فطرت

مولانا ابو الکلام آزادؒ

جس طرح فطرت کا قانون انتخاب افراد و اجسام میں جاری ہے۔ اسی طرح اقوام و جماعات میں بھی جاری ہے۔ جس طرح فطرت نافع اشیاء کو باقی رکھتی ہے، غیر نافع کو چھانٹ دیتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جماعتوں میں بھی صرف اس جماعت کے لیے بقا ہوتی ہے جس میں دنیا کے لیے نفع ہو، جو جماعت غیر نافع ہوتی ہے چھانٹ دی جاتی ہے۔

کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں انسانی ظلم و طغیان کے لیے کوئی روک تھام نہ ہوتی۔

مرسلہ عبد الرشید انصاری

۳۰ جولائی ۷۶ء
مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان
۷۵ پیسے

احادیثِ رسولؐ

منافق کی علامتیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنْہُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَہَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاہَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار باتیں جس میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک بات ہو گی اس میں ایک بات نفاق کی ہو گی۔ تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں:۔

۱۔ اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) اور لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

قرآن کریم میں آتا ہے کہ ہر تحریک کے وقت تین قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں ایک وہ نیک اور پاک بندے جو دل و جان سے اس کے حامی و مددگار ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو اس کے کھلے مخالف ہوتے ہیں، تیسرے وہ جو ان دونوں کے درمیان کی چال اختیار کرتے ہیں جو اس تحریک کو زبان سے اچھا کہتے ہیں مگر دل سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگوں کی نسبت اس تحریک کو تیسری قسم کے لوگوں سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے کیونکہ نہ تو وہ کھل کر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حمایت۔ اس لیے ان کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام کے ساتھ بھی یہی تین قسمیں پیدا ہو گئیں۔ ان کو قرآن مجید نے مومن، کافر اور منافق کا نام دیا ہے۔

نبی کریمؐ کی اس حدیث میں ایسی چار علامتیں بیان کی گئی ہیں جن سے منافق کی پہچان آسانی سے ہو سکتی ہے اور ہر مسلمان ان سے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہے۔ جس کسی میں یہ باتیں موجود ہوں وہ منافق ہے۔ اگر ان میں سے بعض ہوں تو وہ اسی حد تک منافق ہے۔

پہلی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی امانت سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔ امانت سے ذمہ داریاں، فرائض اور پابندیاں، عہد پورا کرنا بھی کچھ مراد ہے۔ ان میں غفلت، کوتاہی اور تساہل وغیرہ کرنا خیانت ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ منافق لوگوں پر اپنا جھوٹا اعتماد جماتے ہیں اور جب لوگ ان کو یہ امانتیں سونپتے ہیں تو وہ بددیانتی کرتے ہیں اور دھوکہ بازی سے کام لیتے ہیں اس طرح وہ لوگوں کا سخت نقصان کرتے ہیں۔ اور انجام کار خود بھی ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ منافق کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ جب بھی بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے ہمیشہ غلط اطلاعات دے کر لوگوں کو غلط فہمی میں رکھتا ہے جس سے انفرادی اور اجتماعی جہت سے نقصانات ہوتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ وہ جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا جب پہلے پہل اعتبار کرتے ہوئے اس کی بات مان لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے لوگوں کو اپنا فائدہ بھی جن لیتے ہیں لیکن مطلب نکالنے کے بعد وہ اپنے تمام وعدے بھول جاتے ہیں۔ اور لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ جب کسی سے جھگڑے کی نوبت آتی ہے تو معقول بات کی بجائے گالیوں پر اتر آتا ہے اور کسی وقار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قیمت پر دوسروں کو نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے نہ اپنی عزت کا خیال کرتا ہے نہ دوسروں کا وقار قائم رکھتا ہے۔

آقا تیری معراج ......

آج سے چودہ صدی قبل کے اس واقعہ کی طرف نظر دوڑائیں، جب خدا کے فرستادہ فرشتے کہ ہی نہیں بلکہ دنیا کے مظلوم ترین انسان جو ظلم و ستم کا نشانہ محض اس لیے بنا ہوا ہے کہ وہ لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلاتا ہے'' کے رشک جناں جھونپڑے میں آتے ہیں اور اپنے نورانی پروں کو اس کریم و شریف انسان کے تلووں سے مل مل کر اسے جگاتے ہیں اور پھر خدائے بزرگ و برتر کا پیغام دے کر ساتھ لے جاتے ہیں۔

پہلے مرحلہ میں اس کے دل کو جو پہلے ہی مرکز انوار الٰہی تھا علم و حکمت سے مزید لبریز کیا جاتا ہے۔ اور پھر براق پہ سوار کرایا جاتا ہے یہ عجیب سواری ہے جو ایک ہی جست میں طول طویل سفر طے کر کے بیت المقدس جا کھڑی ہوتی ہے۔ وہ بیت المقدس جس کا ماحول روحانی اور مادی نعمتوں سے مالامال ہے۔ لیکن جو آج ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی سیہ بختی کے پیش نظر رسوائے زمانہ یہود کی دستبرد کا شکار ہے۔ اس منزل پہ از آدم تا عیسٰی علیہ السلام تمام انبیاء اس کی آمد کے منتظر ہیں وہ مصلّی پہ جا کھڑا ہوتا ہے نماز پڑھا کر امام الانبیاء کا شرف حاصل کرتا ہے۔

اس کے بعد سفر کی منزلیں طے ہوتی ہیں آن واحد میں آسمانوں کو پھلانگتا اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرتا وہ معزز مہمان سدرہ پہ پہنچتا ہے یہاں آ کر عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام رفاقت سے جواب دے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اس سے آگے جانا میرے لیے محال ہے گویا عبد کامل و بشر صادق علیہ السلام کا یہ تیسرا مرحلہ ہے اور اس مرحلہ پہ وہ تنہا ہیں کہ یہاں ''نور بے بس ہے۔ اس سے آگے وہ کہاں تک گئے اس پر دنیا کی سب سے صحیح اور سچی کتاب قرآن کریم نے اتنی بات کہی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی۔ اس مرحلہ پہ اس کی رب کائنات سے ملاقات ہوئی شرف ہمکلامی نصیب ہوا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو دیدار الٰہی

سے منور و ٹھنڈا کیا۔ اس موقع پر اس ذات انور نے
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ کے ہدیہ ہائے
عقیدت بارگاہِ ربوبیت میں پیش کئے جس کے جواب میں
سلامتی والے خدا نے اسے اور اس کی امت کے نیک
اور صالح لوگوں کو سلامتی و محبت اور راحت و رحمت
کا گلدستہ عطا فرمایا۔ اور اس طرح اپنی لازوال نعمتوں
سے حضرت انسان کو بہرہ ور فرمایا۔

اسی سفر میں ایک موڑ پر محمد عربی کے سامنے مختلف
پیالے پیش کئے گئے جن میں دودھ و شراب کے پیالے
تھے۔ لیکن انسانی عظمتوں کے دولہا سرور کائنات ﷺ نے
فطرت صحیحہ کی ترجمانی کرتے ہوئے ام الخبائث شراب کے
پیالے کو جھٹک دیا۔ اور دودھ نوش جان فرما کر امت کی
رہنمائی فرما دی۔ پر اے کاش! آج امت میں ایسے
روسیاہوں کی کمی نہیں جن کی رات بغیر اس جرعہ خبیثہ کے
نہیں گزرتی اور تف ہے ان ارباب اختیار پر جو ضرورت
اصلاح کا نام تو لیتے ہیں لیکن اس "عمل شیطان" کے
پرمٹوں کی تقسیم ان کا شیوہ ہے اور حیرت ہے انسانی صحت
کے ان محافظوں پر جو دنیا کے سب سے بڑے معالج
کے تعلیم کے علی الرغم اس انگور کی بیٹی پر انسانی صحت کا
دار و مدار قرار دیتے ہیں۔ فیا للعجب!

اس سفر میں حضور محمد عربی نے نیک اور بد اعمال کے
نتائج کا بچشم خود مشاہدہ کیا جن کی تفصیلات سے کتب
حدیث و سیر بھری پڑی ہیں لیکن محروم القسمت امتی اس
عظیم انسان کے فرمودات سے سبق و نصیحت حاصل کرنے
کے بجائے محض اس کے نام نامی پر اپنے انگوٹھوں کو
چوم کر اپنی آنکھوں پر لگا لینا ہی کمال عقیدت و محبت
سمجھتے ہیں۔

اس سفر میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواتیم بقرہ
عطا فرمائیں، اپنے ساتھ شرک نہ کرنے والوں کی مغفرت
کا وعدہ فرمایا۔ اور نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا جو ابتدا
میں پچاس تھیں لیکن بتدریج تخفیف کے بعد پانچ رہ گئیں۔

حالات یہ ہیں کہ خواتیم بقرہ ہوں یا پورا قرآن۔ وہ
ہر محفل میں تبرک و تیمن کے طور پر پڑھا ضرور جاتا ہے لیکن
اس کے احکام و فرامین پر عمل یا اس کے تقاضوں کو پورا
کرنا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!

شرک کی بات ہے تو گستاخی معاف! اچھے اچھوں
کی زندگی اس ظلم عظیم سے آلودہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ
ہمیں عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث نظر آتا ہے، مجوسی کی
آتش پرستی، یہودی کا غلو اور ہندو کی گاؤ پرستی پر
ہماری نظر ہے لیکن خود ہماری جبینیں جہاں جہاں
جھکتی ہیں اس کا ہمیں احساس تک نہیں۔ بلکہ الٹا
ہم اپنے اعمالِ بد کو حق و صواب ثابت کرنے پر
تلے رہتے ہیں اور اگر کوئی صحیح بات بتلائے تو وہ
ہماری ناوک افگنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

کس قدر مقام تاسف ہے کہ اچھے اچھے لوگ
جنہیں اصلاح دو عالم کا دعویٰ ہے ان کے دامن
بادۂ عصیاں سے تر بتر ہیں۔ اور اتنا تو کم از کم
ان کے یہاں بھی ہے کہ اقتدار جی ہاں غلط اقتدار
کی چوکھٹ پر جھکنا، اس کے کل پرزوں سے راہ و رسم
رکھنا اور ان سے مفادات حاصل کرنے میں نہیں
شرماتے اور غضب یہ ہے کہ ان کے نزدیک شاید یہ
شرک ہے ہی نہیں۔

حالانکہ اللہ کی زمین پر غیر کے قانون کا اجراء و
نفاذ سب سے بڑا شرک ہے اور اس ظلم عظیم کے
علمبردار لوگوں سے کسی قسم کا تعلق بھی اگر شرک
نہیں تو پھر شرک کس چیز کا نام ہوگا؟

رب کائنات نے اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
فرما کر واضح کر دیا کہ حکومت و اقتدار محض میرا حق
ہے اور جس طرح اپنے کسی حق میں وہ مداخلت کو
پسند نہیں کرتا اور اسے ناقابل معافی جرم قرار دیتا
ہے۔ اسی طرح اس حق میں مداخلت کو کیوں ناپسند
نہیں کرے گا؟

تحفہ معراج نماز ہے تو اس کے معاملہ میں
امت کی اجتماعی روش افسوسناک ہی نہیں شرمناک
ہے۔ جبکہ معراج کے دولہا نے اپنے نام لیواؤں کو
اس شرف میں شریک کرنے کی غرض سے نماز کو معراج
قرار دیا اور فرمایا۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
لیکن ہم ہیں کہ دنیا کی مادی ترقیوں کے دلدل میں

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

موت سے کسی کو مفر نہیں

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۔

یہ آیت دراصل اس خیال سے تلاوت کی ہے کہ کل ہی میرے ہم زلف جناب محسن صاحب کے گرامی قدر والد محترم جناب نصیر ہمایوں کا چوراسی سال کی عمر میں انتقال ہوا ہے۔ مرحوم بڑی ہی خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے۔ دین کی خدمت کا بے پناہ جذبہ ان کے دل میں موجزن تھا۔ اس کے علاوہ مرحوم نے اپنے ملک اور قوم کی بھی خدمت کی۔ ابتداء میں انہوں نے قومی کتب خانہ کے نام سے کام شروع کیا۔ اللہ نے کاروبار میں چار چاند لگائے۔ پھر پریس لگوایا۔ ساتھ ہی راولپنڈی سے روزنامہ اخبار "تعمیر" جاری کیا۔ اللہ نے مال و دولت میں بڑی ترقی دی۔ اور بڑا کچھ اللہ کے راستہ میں لٹایا بھی۔ اولاد بھی اللہ نے لائق اور فائق عطا کی۔ مرحوم اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے ہردلعزیز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اپنے اور بیگانے سب ہی ان کی موت پر اظہارِ افسوس کر رہے ہیں۔ ہر انسان کی موت ہمارے لیے درسِ عبرت ہے۔ جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جس طرح انسان فانی ہے اسی طرح جو کائنات انسان کے لیے تخلیق کی گئی وہ بھی فانی اور ایک دن تباہ ہونے والی ہے۔ صرف اللہ ہی کی ذات ایسی ہے جو ازل سے لے کر ابد تک ہے اور جس کی ذات میں ازل ابد دونوں گم ہیں۔ اسی لیے اللہ کو واجب الوجود کہا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں مخلوق ممکن الوجود ہے۔ آج سے سو سال قبل ہم میں سے کوئی اس جہان میں نہیں تھا لیکن اللہ کی ذات اس وقت بھی موجود تھی۔ اور ایسے ہی سو سال بعد شاید ہی کوئی ہم میں سے زندہ رہ سکے۔ لیکن اللہ کی ذات پھر بھی اسی طرح موجود رہے گی۔ اس وقت اگر ہم نہ ہوتے تو کیا یہ کائنات ہی نہ ہوتی ؟ نہیں ایسی بات نہیں بلکہ ہماری پیدائش سے قبل بھی یہ شمس و قمر، یہ جھلملاتے ستارے، یہ شجر و حجر، کوہ و کوہسار اور لیل و نہار یعنی ساری کائنات موجود تھی اور اب جبکہ ہم اس جہان میں موجود ہیں۔ پھر بھی یہ کائنات موجود ہے ہمارے بعد بھی جب تک اللہ چاہے گا اس کو باقی رکھے گا۔ ورنہ فنا کر دے گا۔ ہمارے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس بناء پر لفظ اللہ اس کا ذاتی نام شمار ہوتا ہے اور باقی تمام نام صفاتی شمار ہوتے ہیں اور لفظ "اللہ" کے بارے میں اکثر مشائخ حضرات فرماتے ہیں۔ کہ یہ "اسم اعظم" ہے۔ خود ہمارے مقتدا اور پیشوا سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ لفظ "اللہ" اسم اعظم ہے۔

ہمارا سلسلہ قادریہ ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد بھی اس سلسلہ میں سننے اور یاد کرکے عمل کرنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم اللہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب اس پاک نام کو لیا جائے تو انسان کے دل میں اس پاک

نام کے سوا کچھ نہ ہو۔ ایک مرتبہ آپ نے اللہ کا نام لینے کا طریقہ عوام اور خواص کے لیے علیحدہ علیحدہ یوں بیان فرمایا۔ کہ عوام اس پاک نام کو اس طرح لیں کہ جب یہ پاک نام عوام کی زبان پہ جاری ہو تو خدا کی عظمت اور خوف کے ساتھ ہو۔ لیکن یہی نام جب خواص لیں تو خواص کے دل میں اللہ کی ذات و صفات کا بھی استحضار ہو۔ اور یہ اللہ ہی کی ذات ہے کہ سب سلاسل چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، حنبلی، مالکی، شافعی، حنفی اس کے تلاش میں ہیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی زبان میں اس کے علیحدہ نام رکھے ہیں۔ کوئی اللہ کہتا ہے، کوئی خدا کہتا ہے، کوئی گاڈ کہتا ہے، کوئی ایشور کہہ کر پکارتا ہے اور کوئی پرماتما کہہ کر اس کی یاد کرتا ہے جرمن، انگلش، فرنچ کسی زبان میں اس کا نام لیا جائے مقصود وہی ہے۔ اسی بناء پر بعض بزرگوں کا یہ معمول رہا کہ "اللہ" کا نام اتنی کثرت سے لیتے ہیں کہ وہ ان کی رگ و پے میں رچ بس جاتا ہے۔

غرض یہ کہ رہا تھا کہ باقی رہنے والی صرف اللہ کی ذات۔ ہم اور آپ سب وقت آنے پر اس کے حکم کے منتظر ہیں۔ جب بھی وہ چاہے گا۔ صفحۂ گیتی سے ہمارا نام و نشان مٹا دے گا۔ موت کا پیالہ ہر ایک نے اپنے ہونٹ سے لگانا ہے۔ اس لیے مخلوق نے تباہ و فنا ہونا ہے اور وہ خالق ہے جو زندگی اور حیات کا بھی خالق ہے۔ اور موت اور فنا کا بھی خالق ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض انسان مجسمے پتھر، مٹی کے بناتے ہیں کان ناک بڑے خوبصورت تراشتے ہیں لیکن وہ ان میں روح نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ یہ کاریگری تو وہ تراشنے والی کر سکتے ہیں لیکن جو کان ناک انسان کے خدا نے بنائے ہیں انسان تو اس طرح خوبصورت نہیں بنا سکتا۔

وہ تو احسن الخالقین ہے بلکہ بدیع السماوات کہ ابداع اس کی صفت ہے۔ بغیر مادہ کے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر پتھر، مٹی نہ ہوتے تو کیسے اور کہاں سے یہ مجسمے تیار کیے جا سکتے۔ لیکن وہ ایسی ذات ہے کہ مادہ بھی اس نے پیدا کیا ہر چیز کا اور ہر چیز کو اسی نے آراستہ بھی کیا۔ ورنہ ایک پھول کی مثال ہی سمجھ لیں۔ ہم کاغذ کا پھول بناتے ہیں۔ رنگ بھی ہر طرح کے اس میں بھرتے ہیں۔ لیکن کیا اس کے اندر وہ خوشبو، شادابی یا لہلہاہٹ ہوتی ہے؟ جو پھول اللہ نے پیدا کیا؟ گویا اللہ ہی ایسی ذات ہے جو ابتداء سے ابدالآباد تک رہے گی۔ باقی ہر مخلوق اپنے اپنے وقت پر مٹ جائے گی۔ اور جب پوری کائنات ختم ہو جائے گی۔ تو ایک اور زندگی شروع ہوگی جو شروع ہونے کے بعد ختم نہیں ہوگی۔ اور وہی ہماری اصلی زندگی ہے۔ اسی زندگی کی تیاری کے لیے ہمیں اس جہان میں بھیجا گیا ہے۔ اور وہ تیاری ہے نیک اعمال کی۔

جس طرح ہم سکولوں اور کالجوں میں ٹیکنیکل، سائنس اور فنی تعلیم کا امتحان دیتے ہیں اور وہی لڑکا کامیاب ہوتا ہے جس نے اپنے پرچہ کے لیے خوب تیاری کی ہو جو لڑکے گلی کوچوں میں گلی ڈنڈا کھیلتے رہتے ہیں۔ امتحان کی تیاری کے بجائے اچھل کود اور کھیل تماشے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ یقیناً امتحان میں ناکام اور نامراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ نے ہمیں بھی تیاری کے لیے طویل عمر دی ہے۔ کہ ہم اس امتحان کے لیے بہتر سے بہتر تیاری کر سکیں۔ اور وہاں پر بھی امتحان میں وہ آدمی کامیاب و کامران اور سرخرو ہوگا۔ جس نے اس دنیا میں شب و روز خدا کی عبادت کی ہو۔ عبادت کا یہ معنٰی نہیں کہ رات دن تسبیح پڑھتا رہے وظائف و اوراد میں مشغول رہے، نوافل پڑھتے میں ہر وقت لگا رہے۔ بلکہ عبادت کا معنٰی کہ وہ دنیا میں کوئی کام بھی کرے، خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرے اور خدا و رسول کے احکام کے مطابق کرے۔ اگر وہ کاروبار، تجارت، صنعت و حرفت کوئی کام بھی کرے۔ لیکن کسی سے دھوکا، فریب، کم ناپ تول نہ کرے تو یہ بھی عبادت میں شامل ہے گویا اطاعت گزار نیک اعمال کے مرتکبین اور اللہ کے دین کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت و سعی کرنے والے وہ تو ضرور کامیاب وہاں پر ہوں گے اور جو لوگ عیاشی، فحاشی، بدمعاشی میں مبتلا رہے، خدا کے احکام کو ٹھکراتے رہے، اللہ اور اس کے رسول کی حدود کو توڑتے رہے۔ دنیا کی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

اولیاء کرام کا اصل کمال اعلاء کلمۃ الحق ہے

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ !

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :

بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۔

بزرگانِ محترم ! معزز خواتین ! آج کی معروضاتِ جمعہ کا عنوان ہے کہ اولیاء اللہ کی اتباع میں ہماری نجات ہے ۔

گزشتہ جمعہ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ تلاوت کی تھی ۔ اور اس کی تشریح میں اولیاء اللہ کے حالات ، سنتِ نبوی سے ان کی محبت کے واقعات عرض کیے تھے ۔ خصوصاً حضرت معین الدین اجمیریؒ کے حالاتِ زندگی بیان کیے تھے لیکن وقت مختصر ہونے کی بناء پر چند باتیں رہ گئی تھیں ۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ جمعہ باقی باتیں عرض کروں گا ۔ اس سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت ۱۲۹ تلاوت کی ہے ۔ یہی آیت تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ سورۂ جمعہ اور آل عمران میں بھی آتی ہے ۔

قرآن کریم پارہ اوّل کے آخری حصّہ میں جہاں حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے ہاتھوں تعمیرِ کعبہ کا ذکر آیا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں ۔ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہما السلام نے کعبہ کی دیواروں کو بلند کیا تو بے ساختہ ان کی زبان پر دعا کے یہ الفاظ جاری ہو گئے ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اے رب ہمارے ! تو ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیات کی تلاوت ان پر کرے ۔ ان کے قلوب کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دے ۔

نبی آخر الزماںؐ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا خلاصہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی زبان سے یوں ادا کر دیا ۔ کہ قلوب کا تزکیہ کیا جائے ۔ بیشک تعلیم کتاب اور سنت لابدی ہے تزکیہ کے لیے کہ ان کے بغیر تزکیہ نہیں پیدا ہو سکتا ۔ لیکن مقصود بالذات تعلیم کتاب اور حکمت نہیں بلکہ تزکیہ مقصود بالذات ہے ۔ قلوب کا تزکیہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے اولیاء عظام کا فریضہ ہے اور درس و تدریس کے ذریعہ بھی تزکیہ دلوں کا کرنا مقصود ہوتا ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ۔ عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۔ کہ حضورؐ نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اس بات سے کہ اس کے پاس اندھا آیا تھا ۔ آگے حضورؐ کو خطاب ہے کہ شاید آپ کے پاس وہ تزکیہ کے لیے آیا ہوتا ۔ گویا حضورؐ کو اس بات پر تنبیہ ہے کہ آپؐ کے جو پہلے سے گرویدہ ہیں ، جانثار ہیں ، فداکار ہیں اور جو آپؐ کے پاس اصلاحِ احوال کے لیے آتے ہیں ، آپؐ ان کو اپنے سے دور نہ کریں اور جو آپؐ سے دُور ہیں وہ تو آپؐ کے قریب آنے سے رہے ، جو آپؐ کے قریب ہیں وہ دُور ہو گئے تو پھر کیا ہو گا ؟ حالانکہ حضورؐ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کے عظیم عہدہ پر فائز تھے ۔

آپ سے بداخلاقی کی کسی قسم کی توقع بھی نہیں ہو سکتی آپ کا ارادہ نیک اور نیت خالص تھی۔ کہ عبداللہ ابن مکتوم تو میرا اپنا صحابی ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اس سے مصروف گفتگو ہونے کی بجائے روسائے قریش کو تبلیغ کے لیے وقت دے دوں تو کیا حرج ہے۔ لیکن اللہ تعالٰے کو آپؐ کی یہ ادا پسند نہ آئی کہ تزکیہ قلوب اور اصلاح حال چاہنے والے حضرات کو تو دور ہٹایا جاتے اور جن کے ارادے ہی بخیر نہیں جو آپ کے قتل کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ وہ آپؐ کے کیسے قریب آسکتے ہیں جو لوگ خلوص دل کے ساتھ اسلام لاکر آپؐ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو چکے ہیں اور دن رات اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے اپنا تن، منؔ دھن سب کچھ نثار کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ان کے دلوں کا ہر حال میں تزکیہ کرتے رہیئے۔

حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس فریضہ کی اتباع میں ہی اولیاء اللہ انسانوں کے دلوں کا تزکیہ کرتے ہیں۔ ان کے قلوب کو شرک و معصیت اور گناہ کی آلودگیوں سے پاک وصاف اور مصفٰی ومزکّٰی کرتے ہیں۔ خواہ یہ اولیاء اللہ اپنی خانقاہوں میں ہوں، مسجد کی چٹائی پر بیٹھے ہوں یا حق بات کہنے کی پاداش میں جیل کے اندر ہوں انہوں نے کبھی اس فریضہ سے غفلت نہیں برتی۔

حضرتؒ ملتان کی جیل میں نظربند تھے۔ آپ کے ساتھ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور دیگر رہنما بھی تحریک کشمیر کے سلسلے میں گرفتار تھے۔ حضرتؒ اس حالت میں بھی جیل میں درس قرآن دیتے رہے۔ جب جیل کے افسروں کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے حضرت کو قید تنہائی میں مبتلا کر دیا اس جرم میں کہ یہ قرآن کا درس کیوں دیتے ہیں اور ایسی کوٹھڑی میں رکھا جہاں ارد گرد کی کوٹھڑیوں میں مسلمان کوئی نہیں رکھا گیا۔ بلکہ ہندو رکھے گئے۔ حضرتؒ کی سامنے والی کوٹھڑی میں بمبئی کے ایک وکیل تھے جو ہندو تھے۔ حضرتؒ نے اس سے کہا کہ تم میرا درس سنا کرو طریقہ یہ تھا کہ حضرت اپنی کوٹھڑی کی چوکھٹ پر آکر بیٹھ جاتے، ہندو اپنی کوٹھڑی کے دروازے پر آکر بیٹھ جاتا۔ ابھی حضرتؒ نے صرف دو رکوع کی تشریح اور ترجمہ ہی بیان کیا تھا۔ جب آپ نے تیسرا رکوع یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا الخ شروع کیا تو ہندو وکیل نے کہا کہ آپ مجھے پہلے مسلمان کیجئے پھر آگے تشریح و ترجمہ پڑھائیے۔ اس نے اپنے اسلام لانے کی وجہ یہ بیان کی کہ ہندوؤں کی کتاب صرف ہندوؤں کو مخاطب کرتی ہے، سکھوں کی کتاب سکھوں کو خطاب کرتی ہے۔ لیکن مسلمان جس کو اپنی نجات دہندہ کتاب سمجھتے ہیں یعنی کتاب اللہ، قرآن کریم۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو صرف مسلمانوں کو خطاب نہیں کرتی بلکہ پوری نوعِ انسانیت کی فلاح کا پروگرام پیش کرتی ہے کہ اس نے اس رکوع یا ایہا الناس میں پوری نوع انسانی کو خطاب کیا ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت سندھیؒ کو حضرت شیخ الہندؒ نے کابل بھیجا تو حضرت سندھیؒ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تم نے حضرت دین پوریؒ اور حضرت امروٹیؒ کے ہاتھ پر دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں بیعت کی ہے۔ میرے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرو کہ ہر حال میں قرآن کریم کا درس دیتے رہو گے خواہ ایک یا دو آیات کا ترجمہ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرتؒ فرماتے کہ میں نے اس کے بعد کبھی درس قرآن میں ناغہ نہیں کیا اور نہ کسی غفلت و سستی کو اپنے معمولات میں راہ پانے دی۔ صرف حضرتؒ پر ہی کیا موقوف ہے اولیاء اللہ جہاں تھے، جس جگہ بیٹھے، جہاں ڈیرہ لگایا وہاں ہی اپنے اعمال کا نقش ثابت کیا۔ جنگل میں بیٹھے تو "جنگل میں منگل" کا نقشہ پیدا کر دیا۔ جیل میں گئے تو جو لوگ چوری کے سلسلے میں، ڈاکے کے سلسلہ میں، قتل و غارت گری اور ڈکیتی کے جرم میں گرفتار تھے، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جب یہ لوگ جیل کی چار دیواری میں پہنچے تو ان اولیاء اللہ کے جیل کے اندر قدم رکھتے ہی فسق و فجور کا ماحول ذکر و فکر، قیام و قعود، درود و

وظائف اور رکوع و سجود میں بدل گیا۔ جو لوگ جیل کے اندر بھی مختلف نشہ آور چیزیں استعمال کر کے نشہ میں مست رہتے تھے ان اولیاء اللہ کی شب و روز کی محنت اور کوشش سے وہی لوگ تھوڑے سے عرصہ میں بادۂ توحید کے نشہ سے سرشار ہو گئے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ الہندؒ کے نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

آج پاکستان میں سب سے مشہور، مقبول اور جو کثرت سے قرآن کا ترجمہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا ہے جو آپ نے مالٹا کے قید خانہ میں لکھا۔ اور اپنا وقت اللہ کی کتاب کی خدمت میں صرف کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ نے جیل کے زمانہ میں ہی رمضان کے ماہ میں ہر روز ایک ایک پارہ یاد کر کے تیس دنوں میں تیس پارے مکمل حفظ کر لیے تھے۔

بات سے بات نکل آتی ہے۔ بہرحال اولیاء اللہ کی زندگی کے یہ مختلف حالات ہیں جو اس پر شاہد ہیں کہ وہ زندگی کے کسی حصہ میں بھی اور کسی خوشی یا غمی کے موقعہ پر خدا کے دین کی اشاعت سے غافل نہیں ہوئے۔ اس ہندو پاک کی سرزمین پر سب سے پہلے حضرت علی ہجویریؒ نے دین اسلام کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ اور سینکڑوں مخالفین اسلام کو اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ ہندوستان میں دوسری شخصیت حضرت معین الدین اجمیریؒ کی ہے جو خراسان سے ہوتے ہوتے بغداد پہنچے اور وہاں حضرت عثمان ہارونیؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ ان کی زیر تربیت رہ کر ریاضت کی اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منازل سلوک طے کیں۔ بعد میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے استفادہ کیا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے سلسلہ کے بانی ہیں۔ وہاں سے الجزیرہ، آذربائیجان سے ہوتے ہوئے غزنی تشریف لے گئے اس کے بعد لاہور آئے اور آج بھی وہ جگہ موجود ہے جہاں انہوں نے چلہ کشی کی تھی۔ لاہور سے پھر وہ دہلی تشریف لے گئے

یہ وہ زمانہ تھا جب شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا وہاں سے اجمیر تشریف لے گئے۔ راجہ پتھورا کو آپ کی یہ تبلیغ ایک آنکھ نہ بھلی معلوم ہوئی اس نے آپ کی مخالفت پر کمر کس لی ان کی دلآزاری کے لیے تیاری ہی کر رہا تھا کہ شہاب الدین پھر طوفان کی طرح ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور راجہ پتھورا کی ریاست کا تیا پانچہ کر کے راجہ کو زندہ گرفتار کر کے لے گیا۔ آپ یہ سارا منظر پہلے ہی خواب میں دیکھ چکے تھے۔ آپ کا خواب پورا ہو کر رہا۔ زندہ گرفتار ہونے کے بعد وہ قتل کر دیا گیا۔ جب اسلامی حکومت کا استحکام ہوا تو مغل فرمانرواؤں میں سے اکبر جس نے دین الٰہی کی بنیاد رکھی تھی اور جو سب سے زیادہ فاسق و فاجر تھا۔ ابتدا میں وہ پاپیادہ آپ کے مزار پر جاتا رہا وہاں حاضری دیتا رہا۔ وہاں پر خانقاہ کے کمرے بنائے مسجد تعمیر کروائی۔ مقبرہ کی مرمت کروائی۔ اگرچہ شرعی طور پر یہ سب چیزیں ناجائز ہیں۔ مسلک اہل سنت و جماعت میں کسی بزرگ کی قبر پہ مقبرہ بنانا، قبر پختہ بنانا اور وہاں سفر کر کے جانا، ان چیزوں کا شریعت اسلامیہ کوئی جواز نہیں لیکن عقیدت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ وہ عقیدت میں شریعت کی حدود کو بھی پھاند جاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ نے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہی ہے۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے یہود اور نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

انسان کی حالت بھی عجیب ہے کہ یا تو حقیقی اور سچے خدا کو بھی نہیں مانتا اور ماننے پہ آتا ہے تو پتھروں اور قبروں کو اپنا معبود سمجھنے لگتا ہے۔ لوگ خدا کو تو سجدہ نہیں کرتے، پانچ وقت کی فرض نمازوں کی توفیق تو نصیب نہیں ہوتی لیکن مزاروں پہ سجدہ پہ سجدہ دن رات ہم کر کے خدا کی غیرت کو چیلنج کرتے ہیں۔

آپ نے خبر پڑھی ہوگی کہ یہاں سے کچھ لوگ اجمیر شریف حضرت اجمیری کی زیارت کو جا رہے ہیں حالانکہ حضور ﷺ کا اس سلسلہ میں واضح اور صریح حکم ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ کہ تم سفر کا سامان باندھ کر ثواب کی نیت اور خداوند قدوس کا تقرب حاصل کرنے کے ارادے سے سوائے تین جگہوں کے نہ جاؤ۔ بیت الحرام، بیت المقدس اور مسجد نبوی۔ لیکن آج ہم اجمیر کے لیے سفر کرتے ہیں، دہلی کے لیے سفر کرتے ہیں۔ کچھ پاکستان کے مختلف حصوں سے یہاں لاہور میں حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر عرس کے موقع پر آتے ہیں اور ساتھ ہی مسجد ہے لیکن نماز سے بیگانہ اور غافل ہیں۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اولیاء اللہ نے کبھی کلمہ حق کے بیان میں غفلت نہیں برتی۔ آج تو ایک طرف اولیاء اللہ کی اور علماء امت کی عظیم جماعت ہے اور دوسری طرف فاسق و فاجر حکمران ہیں جو علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ "ہم شراب پیتے ہیں عوام کا خون نہیں پیتے"۔ ایسے حکمرانوں کی منقبت میں تعریف و توصیف میں لمبے چوڑے قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور علماء امت کو گالیاں دی جاتی ہیں، ان پر کیچڑ اچھالا جاتا لیکن سوچنے اور سمجھنے کی تو بات یہ ہے کہ کیا موجودہ حکمرانوں نے ساری عمر کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ خدا کے قہر کو دعوت نہ دو۔ اور چند لقموں کے بدلے خوشامد و چاپلوسی کر کے علماء امت کی پگڑیوں سے نہ کھیلو۔

ہمارا یہ یقین ہے کہ یہ تاریکی دور ہوگی، یہ سیاہ رات کافور ہوگی اور اسلامی عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ اس وقت ان قصیدہ خوانوں اور حاشیہ برداروں کی سزا جھوٹ بولنے کے عوض اور مبالغہ کے بدلے کوڑے ہوں گے۔ ایک وقت ضرور آئے گا کہ ظلم و جور کی رات ختم ہو جائے گی اور حق و صداقت کا بول بالا ہوگا۔ بقول جگر مرادآبادی ؎

طولِ شبِ فراق سے گھبرا نہ اے جگرؔ
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قرآن و سنت اور تواتر و تعامل

قرآن، سنت، تواتر اور تعامل میں انتہائی گہرا تعلق ہے اور ان پر ہی دین کی بنیاد قائم ہے جس طرح اگر سنت کو چھوڑ دیا جائے، تو دین نہیں رہتا، اسی طرح اگر تواتر کو چھوڑ دیا جائے تو بھی دین نہیں رہتا، اور جس طرح قرآن کی تفسیر سنت سے کی جاتی ہے اسی طرح قرآن و سنت دونوں کی تفسیر تواتر و تعامل کرتے ہیں۔

امت مسلمہ میں اگر کسی گروہ نے حدیث کو چھوڑا ہے تو وہ گمراہ ہو گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جس نے تواتر سے انحراف کیا ہے، تو وہ بھی راہ حق سے ہٹ گیا ہے۔

قرآن و سنت کے باہمی ارتباط کے بارے میں قرآن حکیم میں جا بجا ارشادات موجود ہیں، ارشاد ہے،

(۱) وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (النحل) اور ہم نے تم پر یادداشت اتاری کہ تم کھول دو لوگوں کے سامنے وہ چیز جو ان کے واسطے اتری۔

(۲) وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون
اور ہم نے تم پر یہ اتاری کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دو تم ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں، اور سیدھی راہ دکھانے کو اور ایمان والوں کی بخشش کے لیے۔

(۳) وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا (الحشر) تم کو جو رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جن کا علمی مقام اتنا بلند ہے کہ کتب اسماء الرجال میں خلفاء اربعہ کے بعد پانچویں نمبر پر ان ہی کا اسم گرامی آتا ہے، اسی آیت سے استدلال فرما کر چہرہ وغیرہ پر نقش گودنے کی حرمت اور اس کام کے کرانے والے اور انجام دینے والے کے ملعون فی کتاب اللہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ کتب حدیث میں ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

(۴) وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی (النجم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے یہ تو بھیجا ہوا حکم ہوتا ہے۔

(۵) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم (النور)
ڈرتے رہیں وہ لوگ جو ان کے امر کے خلاف کرتے ہیں اس سے کہ کہیں ان پر خرابی آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔

(۶) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب) تمہارے لئے رسول اللہ کے طریقے سیکھنے بہتر ہیں۔

(۷) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (آل عمران) کہدو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو۔

(۸) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء) جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اسی لیے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد نماز جیسی عظیم عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور حکم کی بنا پر بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سترہ ماہ تک پڑھی جاتی رہی۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ

وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم

من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ ؕ

(البقرہ) ارشاد ربانی ہے

اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم پہلے تھے محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون رسول کا تابع رہے گا۔ اور کون الٹے پاؤں پھر جائے گا۔

(۹) واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا (سورہ المائدہ) ارشاد ہوا۔

اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور نافرمانی سے بچتے رہو۔

(۱۰) یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم

وہ ان کو نیک کام کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے منع کرتا ہے۔ اور حلال کرتا ہے۔ ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے۔ ان پر ناپاک چیزیں اتارتا ہے۔ ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں۔

(۱۱) وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ؕ

(الاحزاب) اور کسی ایماندار مرد اور ایماندار عورت کا کام نہیں کہ جب مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو اپنے کام کا اختیار رہے اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ راہ سے کھلم کھلا بھٹک گیا۔

ان آیات مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم آپ کے ارشادات اور آپ کا فیصلہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ آپ کی پیروی بھی اور آپ کی تشریح وتفسیر بھی واجب العمل ہوگی اور یہ سب چیزیں سنت اور حدیث کہلاتی ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت عمرو بن العاص کی متعدد طرق سے یہ روایت دی۔

کنت اکتب کل شیء اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارید حفظہ فنہتنی قریش وقالوا تکتب کل شیء تسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بشر یتکلم فی الرضا والغضب قال فامسکت فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال اکتب فو الذی نفسی بیدہ ما خرج منہ الا حق واشار بیدہ الی فیہ

(المستدرک، ج۱ ص۱۰۵)

میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا۔ اور اسے یاد رکھنا چاہتا تھا، وہ لکھ لیا کرتا تھا۔ تو مجھے قریش کے حضرات نے منع کیا، اور کہنے لگے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہی لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں، خفگی اور خوشی میں بھی کلمات ارشاد فرماتے ہیں۔ تو میں ان کے کہنے پر لکھنے سے رک گیا پھر میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ لکھتے رہو قسم اس ذات کی قبضہ میں میری جان ہے اس سے وہ ہی بات نکلتی ہے جو حق ہو۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک سے دہن مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

یہ بالکل وہ ہی بات ہے، جو قرآن پاک میں ارشاد ہوئی ہے کہ "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی"

خطیب بغدادی نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ایک خطبہ نقل فرمایا ہے، جو آپ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حاکم خیبر کی شکایات پر جو بڑا مکار و فریب کار تھا ارشاد فرمایا جس کا ایک حصہ یہ ہے۔

فغضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا ابن عوف ارکب فرسک فنادی الناس الا ان الجنۃ لا تحل الا لمومن وان اجتمعوا للصلوۃ قال فاجتمعوا فصلی بہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام فقال ایحسب احدکم قد شبع وہو متکئ علی اریکتہ لا یظن ان اللہ حرم شیئا الا ما فی ہذا القرآن الا وانی واللہ قد حرمت ونہیت وعظت باشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر لا احل من السباع کل ذی ناب ولا الحمر الاہلیۃ ولا

ان لا تدخلوا بیوت اہل الکتاب الا باذن ولا
اکل اموالھم الا طابہ نفسا ولا ضرب
نساءھم اذا اعطوا الذی علیھم:

(کفایہ ص۹)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غصہ آیا آپ نے فرمایا اے ابن عوف! اٹھو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں میں اعلان کر دو کہ، خبردار! جنت صرف مومن کے لیے ہے اور یہ اعلان کر دو کہ نماز کے لئے جمع ہو جائیں، چنانچہ مسلمان جمع ہو گئے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھائی پھر آپ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کی بربادی کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ سیر ہو، اس کا پیٹ بھرا ہو فاخرانہ مزین سریر پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو، اور یہ نہ سمجھتا ہو، کہ اللہ کے نزدیک قرآن پاک میں ذکر کردہ محرمات کے سوا بھی محرمات ہیں۔ جب کہ میں نے خدا کی قسم بہت سی چیزوں کے بارے میں حرمت کا حکم دیا ہے۔ منع کیا ہے وعظ کہا ہے وہ بھی قرآن ہی کی طرح ہیں یا اس سے بھی زیادہ میں چوپاؤں میں ہر ذی ناب کو اور پالتو گدھوں کو حلال نہیں قرار دیتا اور نہ یہ جائز قرار دیتا ہوں کہ اہل کتاب کے گھروں میں بے اجازت لئے داخل ہو۔ اور نہ ہی میں یہ قرار دیتا ہوں، کہ ان کے مال کھاؤ، سوائے اس کے کہ وہ بخوشی دیں اور نہ ہی ان کی عورتوں کو مارنا پیٹنا حلال قرار دیتا ہوں جب کہ وہ جو ان کے اوپر لگایا گیا ہے دیتے رہیں،

خطیب بغدادی نے اس کے قریب المعنی بہت سی روایات اور بھی دی ہیں قرآن وسنت کے ربط باہمی کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ ہوں، قرآن پاک آیت میراث

(۱) یوصیکم اللہ فی اولادکم الی قولہ تعالیٰ فلامہ الثلث پ رکوع ۱۲

کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے پھر اولاد اور ماں باپ کی وراثت کے احکام ذکر فرمائے گئے ہیں۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ یا اولاد اگر کافر بھی ہوں گے، تب بھی ایک کی دوسرے کو میراث ملے گی لیکن سنت نے بتلایا کہ اس آیت کا حکم ان ہی ماں باپ اور ان ہی بچوں کے لئے ہے جو مذہب میں ایک ہوں اگر مذہب میں ایک نہ ہوں گے تو یہ حکم نہ ہوگا اور اسی پر عمل چلا آ رہا ہے

(۲) قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔

فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ پ ۲ رکوع ۱۳

تو اب اس کے لئے وہ عورت حلال نہیں جب تک اس کے سوا کسی خاوند سے نکاح نہ کرے۔

آیت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے۔ کہ فقط دوسرے نکاح کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، لیکن سنت نے بتلایا کہ اس سے مراد عقد کے بعد تعلق زن وشوئی ہے۔ اور اس کی تفسیر کے بارے میں حضرت رفاعہ کی اہلیہ کا واقعہ احادیث میں آتا ہے۔

(۳) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما پ ۶ رکوع ۱۰

اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم ہر چور کے لئے ہے، چاہے۔ اس نے چھوٹی سے چھوٹی چرائی ہو۔ لیکن سنت نے بتلایا اس سے مراد وہ چور ہے کہ جس کی چوری کی مالیت چوتھائی دینار ہو۔

حضرت عمران بن الحصین ؓ سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیا حدیثیں ہیں جو آپ لوگ ہم سے بیان کرتے ہیں اور قرآن کو آپ لوگوں نے چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم اور تمہارے جیسے لوگ سوائے قرآن کے اور کچھ نہ مانیں تو کہاں سے جانو گے کہ ظہر کی نماز میں رکعتوں کی تعداد کتنی ہے اور عصر کی کتنی ہے اور اس کا وقت کب شروع ہوتا ہے۔ اور مغرب کی نماز کیسے ہوتی ہے۔ عرفات میں قیام کیسے اور رمی جمار کس طرح ہوتی ہے اور چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا گٹے سے یا کہنی سے یا مونڈھے سے، پھر فرمایا۔

اتبعوا ظللتم بحدیثنا کم والا واللہ — کفایہ ص۱۶

ہم تمہیں جو حدیثیں سناتے ہیں ان کی پیروی کرو ورنہ خدا کی قسم تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

حضرت عمران بن الحصین سے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ حدیث کا قرآن سے کس قدر اہم اور گہرا ربط ہے

بالکل اسی طرح تواتر کا بھی درجہ ہے تواتر کا مطلب ہے کہ علماء اور عوام کی جماعت کسی بات کو شروع سے نقل کرتی چلی آرہی ہو مثلاً قرآن پاک کی ہر ہر آیت اور ہر ہر قرأت کو شروع سے آج تک تمام علماء قراء اور حفاظ نقل کرتے چلے آرہے ہیں تو قرآن پاک کا قرآن ہونا تواتر کی قوت سے ثابت ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں، مثلاً، نمازوں کے پانچ اوقات اذان تکبیر نمازوں کی رکعات اور مثلاً ڈاڑھی کا ثبوت، قربانی شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا اور ختنہ وغیرہ کا ثبوت بھی تواتر سے ہے اور ایسی تمام چیزوں کے خاص احکام ہیں۔

مثلاً مسواک کے بارے میں کہا جائے گا۔ کہ مسواک سنت ہے اور یہ جانتا کہ یہ سنت ہے۔ یہ بھی مسنون ہے۔ اس سے ناواقفیت محرومی ہے اس کا ترک سبب عتاب ہے۔ اس کے مسنون ہونے کا عقیدہ رکھنا فرض ہے۔ اور اس کی سنیت کا انکار کفر ہے۔ کیونکہ یہ تواتر عملی سے ثابت ہے۔

دین اسلام کے تمام عقائد و شعائر جو اہل سنت والجماعت نے اپنا رکھے ہیں۔ وہ صحابہ کرام پھر تابعین اور تبع تابعین کے ذریعہ ایک خاص تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ ہی وہ طبقے ہیں۔ کہ دین پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے ان پر نظر ڈالنی ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں۔ جو عقائد و علوم نبویہ کے عالم ہونے میں یکساں طور ذمہ داریاں اٹھاتے چلے آرہے ان کی راہ سے ہٹنا گمراہی ہے

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (سورۃ النساء)

جب کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم اسے وہ ہی طرف دیدیں گے جو اس نے اختیار کی ہے اور ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

اس لئے علماء صحابہؓ علماء تابعینؒ اور جو ان کے بعد سے آج تک آرہے ہیں۔ ان کے گروہ کی پیروی باعث نجات ہے۔ یہی گروہ سواد اعظم کہلاتا ہے یہی وہ گروہ ہے۔ جسے فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے

[illegible] انا علیہ واصحابی: نجات پانے والا یہی گروہ ہے جو اس راہ پر ہو کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ

نیز ارشاد فرمایا گیا :۔

لا یجمع اللہ ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابداً وقال ید اللہ علی الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کریگا اور ارشاد فرمایا، کہ اللہ کا ہاتھ (مدد) جماعت کے ساتھ ہے۔ اس لئے سواد اعظم کی پیروی کرتے رہو۔ کیونکہ جو الگ ہوتا ہے۔ وہ اکیلا جہنم کی طرف الگ کر دیا جاتا ہے۔

حاکم مستدرک ج ۱ ص ۱۱۵ عن ابن عمر وابن عباس وانس رضی اللہ عنہم

حضرت ابوذر غفاری اور دیگر صحابہ کرام روایت فرماتے ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ۔

مستدرک ص ۱۱۷

ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا

ایک بار حضرت عمرؓ نے جابیہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث نقل فرمائی جس میں ایک جملہ یہ ہے۔

فمن اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ

مستدرک ص ۱۱۴ تم میں سے جو بھی جنت کا اعلیٰ حصہ حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے

جماعت سے مراد جماعت صحابہؓ ہے اہل سنت والجماعت وہی لوگ ہیں، جو سنت کو مانتے ہوں اور جماعت صحابہ کے پیروکار ہوں۔

جب صحابہ کرام اطراف عالم میں پھیلے تو ان سے دین سیکھنے والے علماء بھی اسی طرح پھیل گئے

صحابہ کرام کی بڑی بڑی فہرستیں کہ کون کون صحابی

کس کس مقام پر گئے اور کتنی تعداد تھی طبقات ابن سعد میں ہیں لیکن حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معرفۃ علوم الحدیث میں مختصر فہرست صرف تین صفحات میں دی ہے۔ البتہ انہوں نے تابعین تبع تابعین کے مشہور آئمہ ثقات کی فہرست جو شرقاً غرباً معروف تھے خاصی طویل یکجا کر دی ہے۔ ان کے نام دہرانے تو اس مضمون میں ممکن نہیں البتہ مقامات کے نام اور یہ کہ کتنی کتنی سطور ذکر کرتا ہوں،

اہل مدینہ کی فہرست ۱۴ سطروں میں، اہل کوفہ کی فہرست ۲۷ سطروں میں اہل مکہ کی فہرست ۶ سطروں میں اہل جزیرہ کی فہرست ۱۰ سطروں میں اہل مصر کی فہرست ۵ سطروں میں اہل بصرہ کی فہرست ۱۰ سطروں میں، اہل شام کی فہرست ۲۰ سطروں میں اہل واسط کی فہرست ۴ سطروں میں اہل یمن کی فہرست ۹ سطروں میں اہل خراسان کی فہرست ۱۹ سطروں میں اہل یمامہ کی فہرست ۲ سطروں میں،

(معرفۃ علوم الحدیث از ص۲۴۰ تا ۲۴۹)

یہ فہرست خیر القرون کے قرن ثانی اور قرن ثالث کے آئمہ معروفین پر مشتمل ہے۔ اور اسی دور میں مسائل و قضایا اور اصول فقہ وغیرہ سب مرتب ہو گئے اور پوری دنیا میں پھیل گئے،

ان ہی علماء امت کا عمل اہل اسلام کے نزدیک معتبر چلا آرہا ہے۔ اور اسی کا نام تعامل ہے،

مثلاً امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا عمل بھی حدیث صحیح سے زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ اہل مدینہ کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی یہی رائے تھی کہ وہاں کے باشندوں کا عمل بہت بعد تک وہی رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ مثلاً حضرت انسؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک آپ نے ہم میں کیا تبدیلی دیکھی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔

ما انکرت شیاء الا انکم لا تقیمون الصفوف

رواہ البخاری ص۱۰۰ میں نے تم لوگوں میں کوئی چیز اجنبی اور نئی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ تم صفیں صحیح طرح درست نہیں کرتے۔

امام شافعیؒ بھی بعض جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ

میں نے اپنے شہر مکہ میں اسی طرح لوگوں کو (علماء کو) کرتے دیکھا ہے۔

صلاۃ خوف کے بارے میں قرآن پاک میں آتا ہے

واذا کنت فیھم :۔ یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تم ان میں سے ہو تو اس طرح صلاۃ خوف ادا کرو۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ خوف ادا کرنے کا جو طریقہ قرآن کریم میں پانچویں پارہ میں بتلایا گیا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا۔ لیکن تعامل سلف سے معلوم ہوا کہ یہ حکم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے سوا دوسروں کے لیے بھی ہے۔ اور آپ کے بعد بھی قائم ہے

غرض عقائد و اعمال اسلام کی بناء جس طرح قرآن پاک پر ہے۔ اسی طرح احادیث تواتر اور اجماع پر بھی ہے۔ اور ان سب کا آپس میں ربط قوی ہے۔ اور ایک مسلمان کو یہ سب چیزیں ماننی ضروری ہیں۔

نیز تعامل علماء بھی اہم چیز ہے۔ حتی کہ تعامل علماء بلد (یعنی کسی علمی مرکزی شہر کے علماء سلف کا کسی چیز پر متفق ہو کر عمل کرنا) بھی بہت سے مسائل میں آئمہ سلف نے حجت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے۔ آمین۔

بقیہ :۔ مجلسِ ذکر

رنگ رلیوں میں اپنے آپ کو پھنسائے رکھا۔ تو ایسے لوگ یقیناً خدا کی گرفت میں آئیں گے اور وہاں ناکامی اور ندامت کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ تاکہ آخرت کے لیے کچھ توشہ تیار کر سکو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آخرت کی مشکل گھڑی اور کٹھن منزل کے لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

قرآن کریم فرقان حمید ہمارے لیئے بلکہ عالم اسلام کے لیئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور ایک مدلل دستور ہے جو ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اس مفہوم پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہیں اس کا ایک جامع خلاصہ پہلے اس سے خدام الدین کے لیئے ارسال کر چکی ہوں اب میں ہر مضمون میں آیت کریمہ کا مختصر سے ترجمہ کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت کچھ تشریح عرض کرتی چلوں گی۔ اس پہلی قسط میں آپ کو یہ عرض کر دوں گی کہ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو پسند اور کن کو ناپسند کرتے ہیں، ماں باپ کے ساتھ سلوک اور بچے کو دودھ پلانے کی میعاد اور ماں باپ کا کون سا کہنا ماننا چاہیئے اور کون سا نہ ماننا چاہیئے اور بزرگوں کی پیروی کہاں تک کرنی چاہیئے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ واحسنو ان اللہ یحب المحسنین :- پ۲ البقرہ ترجمہ: اور احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اسی پارہ میں دوسری جگہ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین :- پ۲ البقرہ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے، جہاں بدن کی صفائی ہو، وہاں دل کی بھی صفائی ہونی چاہیئے جو اسلام کے منافی ہو، مثلاً حسد شرک اور کفر یا کسی کا حق کھانا جیسے چوری جوا یا شراب جیسی الائشوں سے بھی پاک ہونا چاہیئے آگے چل کر اللہ تعالے فرماتے ہیں، کہ جب کسی کے ساتھ کوئی وعدہ یا اقرار کر دو تو اسے بھی پورا کرو تو ارشاد ہوتا ہے بلی من اوفی بعھدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین پ۳ آل عمران تو جو شخص اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کرے بدمعاملگی سے بچے تو اللہ تعالے بدمعاملگی سے بچنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے واللہ یحب الصٰبرین پ۴ آل عمران اور اللہ تعالیٰ زندگی کو کسی بھی مصیبت میں ثابت قدم رہنے کو دوست رکھتا ہے۔ آگے پھر ارشاد ہوتا ہے۔ واللہ یحب المحسنین :- پ۴ آل عمران اور اللہ خلوص سے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان اللہ یحب المقسطین :- پ۶ المائدہ بلاشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے۔ واعلموا ان اللہ مع المتقین :- پ۱۰ التوبہ اور جانتے رہو، کہ اللہ پرہیزگاروں اور زیادتی سے بچنے والوں کا ساتھی ہے آگے آتا ہے:- ان رحمت اللہ قریب من المحسنین :- پ۸ الاعراف بے شک، خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں سے بہت ہی قریب ہے ذرا آگے ملاحظہ ہو۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین :- پ۱۱ التوبہ بے شک اللہ خلوص دل سے اسلام کی خدمت کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیا کرتا اور آگے دیکھئے اللہ تعالیٰ دین پھیلانے والوں کو کیسی اچھی بشارت دیتے ہیں۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین :- پ۲۱ عنکبوت ترجمہ لوگوں نے ہمارے دین کے کام میں کوششیں کیں ہم بھی ان کو ضرور اپنے راستے دکھائیں گے اور کچھ شک نہیں اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو خلوص دل سے نیک عمل کرتے ہیں آگے پھر ارشاد ہوتا ہے، ان اللہ یحب المتوکلین :- پ۴ آل عمران بے شک جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں، اللہ تعالے ان کو دوست رکھتا ہے۔

اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا۔ کہ اللہ تعالے کو کون سے لوگ اچھے لگتے ہیں۔ اب آپ ان آیتوں کا مطالعہ کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں۔ تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ فسق یعنی کہ نافرمان اور مفسد اور ظالم۔ کفر کرنے والے۔ غرور اور تکبر کرنے والے۔ بے جا خرچ کرنے والے۔ جھوٹے

ناشکرے اور شرک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے جن
کے بارے میں یہ چند آیتیں نازل ہوئیں۔ واللہ لا یھدی القوم
الفسقین:۔ پ۲۸ الصف۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت
نہیں دیا کرتا آگے ارشاد ہوتا ہے۔ واللہ لا یحب المفسدین۔
پ۶ المائدہ اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے
پھر ارشاد ہوتا ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظلمین:۔ پ۱۱
یونس اللہ تعالیٰ مفسد لوگوں کے کام اچھی طرح نہیں ہونے دیتے
پھر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین۔ پ۱۰ التوبہ
اور اللہ ظالم لوگوں کو کبھی راہ راست پر نہیں لاتا۔ پھر جھوٹے لوگوں
کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ انہ لا یحب المستکبرین:۔ پ۱۴ النحل
بے شک اللہ تکبر اور غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر فضول
خرچی کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ ولا تسرفوا انہ
لا یحب المسرفین:۔ پ۸ الانعام اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ
فضول خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے
پھر ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار
پ۲۳ الزمر بے شک اللہ تعالیٰ جھوٹے لوگوں کو نیک ہدایت نہیں
دیا کرتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ لا یھدی من ھو
مسرف کذاب:۔ پ۲۴ المومن۔
بے شک اللہ حد سے بڑھنے والے بے جا خرچ کرنے
والے جھوٹے کو کبھی ہدایت نہیں کیا کرتا۔ پھر ارشاد ہوتا
ہے۔ ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلٰلاً بعیدا:۔ پ۵ النساء
ترجمہ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ راہ
راست سے دور جا پڑا۔ جس کے لیے مولانا حالی کیا خوب
فرماتے ہیں۔ ذرا غور کیجیے ۔ سے

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اسی کے ساتھ عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

اب آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحدت کا پتہ تو چل گیا
ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہیں پسند کرتے کہ خدا کے ساتھ
کسی اور کو شامل کیا جائے جس کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ اللہ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اب ارشاد ہوتا ہے کہ والدین
کے ساتھ کسی طرح پیش آنا چاہیئے۔ ملاحظہ فرمائیے:
وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتمی والمسکین وقولوا للناس
حسنا واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ:۔ پ۱ البقرہ۔ جس کا ترجمہ
یوں ہے۔ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا اور
رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی اور لوگوں
سے اچھی طرح نرمی کے ساتھ بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا
اور زکوٰۃ دیتا رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اپنے ماں باپ کے
ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور یتیموں کے ساتھ بھی انصاف اور
خلوص سے پیش آؤ اور محتاجوں کے ساتھ بھی اخلاقی ہمدردی کرو اور
عام لوگوں کے ساتھ بھی جب بات کرو تو اخلاق اور محبت سے
کرو کیونکہ اسلامی تعلیمات کا ہر انسان پر اچھا اثر پڑے اور
پھر ارشاد ہوتا ہے۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین
پ۱۵ بنی اسرائیل ترجمہ:۔ اور تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دے
دیا ہے۔ کہ لوگو! اسی کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور
والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا پھر اللہ تعالیٰ مخاطب
کرتے ہیں۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل
لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما:۔ پ۱۵ بنی اسرائیل
اے مخاطب! اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تیرے
سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا اور
نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے کچھ کہنا سننا تو ادب و احترام
کے کہنا سننا اسی میں تیری بھلائی ہے ــــ پھر ارشاد ہوتا
ہے۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب
ارحمھما کما ربینی صغیرا:۔ اور محبت سے خاکساری
کا پہلو ان کے آگے جھکائے رکھنا اور ان کے حق میں دعا
کرتے رہنا کہ اے اللہ! جس طرح انہوں نے مجھے بچپن
میں پالا ہے۔ اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں اسی
طرح تو بھی ان پر رحمت فرما کر ــــ پھر اللہ تعالیٰ

(وضاحت) فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھنا کہ جو تم کرتے ہو کسی کو خبر نہیں ، بلکہ میں سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہوں ، فرمایا ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا ۔ لوگو ! تمہارے دل کی بات کو تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر تم حقیقت میں سعادت مند ہو اور اگر تم سے ماں باپ کے حق میں بھولے سے کوئی غلطی ہو جائے ، تو وہ تم کو معاف کر دے گا۔ کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہے۔ کیونکہ انسان سے غلطی ہو بھی جاتی ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالے معافی کا بھی اعلان کرتے ہیں ۔ اور والدین کو بھی تنبیہ کرتے ہیں ، کہ تم بھی اولاد کے ساتھ انصاف کرو تو اللہ تعالے نے بچے کو دودھ پلانے کی میعاد بھی مقرر کر دی ، فرمایا ۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک ۔ پ۲۱ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی کہ ہر حال میں ان کا ادب ملحوظ رکھے ، کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھنے کے علاوہ کہیں دو برس میں جا کر اس کا دودھ چھوٹتا ہے ۔ اسی لحاظ سے ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ ہمارا بھی شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی احسان مانو ۔

اب اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ ماں باپ کا کون سا کہنا ماننا چاہئے کیونکہ کبھی کبھی یہودیوں کے گھر میں پیدا ہونے والا نور ہدایت سے نوازا جاتا ہے جس کی دنیا میں کئی مثالیں موجود ہیں ۔ اگر ہم حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری کا مطالعہ کر لیں ۔ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام جب بھی روشن ہوا ، کفر کی تاریکیوں سے ہوا اسی لئے اللہ نے ماں باپ کے کئی ایک احکام پر پابندی لگا دی ارشاد ہوتا ہے کہ ۔ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھدک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ۔ پ۲۰ عنکبوت ترجمہ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو ہمارا کسی کو شریک ٹھہرائے جس کے شریک خدا ہونے کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے ۔ تو اس بات میں ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے ۔ بس میں تم کو جتا دوں گا جو تم کرتے تھے ۔ پھر اللہ تعالے نے بتا دیا کہ بزرگوں کو کس طرح ماننا اور ان کی پیروی کس طرح کرنی ہوگی فرمایا ۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ۔

پ۲ البقرہ : ترجمہ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم خدا نے اتارا ہے اس پر چلو تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں جی ہم تو اسی راستے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بڑے بزرگوں کو چلتے ہوئے پایا وہ انہی کی پیروی کرتے چلے جائیں گے ، اگرچہ ان کے بڑے نہ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت یافتہ ہوں ۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بزرگ اللہ کے حکم کے خلاف کریں تو ان کی پیروی نہ کرنی چاہئے ۔ ہماری عورتیں جو اکثر توہم پرست ہیں ۔ ان کو اگر منع کیا جاتا ہے تو یہی جواب دیتی ہیں ، کہ یہ تو ہمارے بڑوں سے ہوتی چلی آئی ہے ہم اسے کیسے ترک کر سکتے ہیں ۔ اب وہ اس آیت پر غور کریں اور دیکھیں کہ خود خداوند کریم ان کو ان بدعات سے روکتے ہیں ۔ ان کو چاہئے کہ ناجائز رسموں کو ترک کر دیں تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اسی حکم کی خلاف ورزی سے بچیں احادیث نبوی ہے ، کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے ، احمد ، نسائی ، بیہقی ، رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے (ترمذی) دعا ہے کہ اللہ تعالے ہر مسلمان کو قرآن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

پیش کش : جناب ظہور احمد صاحب (۶) ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

قَالُوا یَا اَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ۔

انہوں نے کہا۔ اے ابّا جان ! کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم ان کے بہی خواہ ہیں۔

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔

آپ اسے کل ہمارے ساتھ بھیجئے۔ کھائے پیئے اور کھیلے کودے اور ہم اس کی حفاظت کرینگے

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس بات کا غم ہوتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں بھیڑیا اسے نہ پھاڑ کھائے ایسی حالت میں کہ تم غافل ہو۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۔

برادرانِ یوسف نے کہا کہ اگر بھیڑیا اسے کھا جائے ایسی حالت میں کہ ہم جتھا کا جتھا ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نرے نکمے نکلے

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۔

پھر جب وہ یوسف علیہ السلام کو لے گئے اور انہوں نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا کہ اسے اندھیرے کنویں میں ڈال دیں اور پھر ڈال دیا۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔

ہم نے یوسف علیہ السلام کی طرف اس بات کی وحی کی کہ تم اپنے ساتھ اُن کے اس سلوک پر مطلع کروگے کہ وہ نہیں جانتے ہوں گے۔

اب تفسیر ملاحظہ فرمائیں :۔

اذ قالوا لیوسف واخوہ احب (الآیہ) برادران یوسف نے آپس میں بات چیت کی کہ یوسف اور اس کے بھائی بن یامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ حالانکہ ہم ایک جتھا ہیں، جماعت ہیں، طاقت اور قوت ہیں۔ یقیناً ہمارے والد صریح غلطی میں ہیں۔ اب کیا صورت کی جائے ؟ یوسف سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جائے ؟ والد کا رخ خالصتہً اپنی طرف کیسے کیا جائے ؟ کسی نے کہا کہ یوسف کو مار ڈالو۔ اور اگر قتل نہیں کرتے ہو تو پھر یہ کرو کہ کسی دُور سرزمین میں اسے ڈال آؤ، بھیج دو، قتل سے تو بچ جاؤ گے۔ یہ تو بہت بڑا جرم ہے، قتل نہ کرو، اپنی موت آپ مر جائے گا۔ کوئی کہیں چلا جائے ہمیں اس سے کیا بحث ہے ؟ بہرحال اس کا وجود ہم سے برداشت نہیں ہو سکتا۔

چاہے تو قتل کر ڈالو یا اسے کسی سرزمین میں پھینک دو۔ اس صورت میں تمہارے والد کا رخ خالصتہً

تمہاری طرف سے ہو جائے گا۔ یوسف رہے گا نہیں یوسف کا بھائی بن یامین اس کا کوئی مسئلہ نہیں، اس سے محبت کا سبب یوسف ہی ہے کہ اس کا بھائی ہے، جب مرکزی شخصیت یوسف نہیں رہے گا تو پھر کچھ نہیں ہوگا۔ اس کو بہرحال دور ہونا چاہیے۔

اور اس کی دو صورتوں میں سے ایک صورت ہو سکتی ہے یا تو مار ڈالو یا دور کسی زمین میں پھینک آؤ پھر والد کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے گی۔

اور اگر قتل نہیں کرتے اور کہیں پھینک آتے ہیں تو بھی بڑا جرم ہے۔ اور اس جرم میں ہم سب کے ہاتھ رنگین ہوں گے، ہم سب اس میں ملوث ہوں گے لیکن اللہ توبہ تو قبول کرنے والا ہے، اس کے بعد توبہ کر لینا، نیک بن جانا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔ معاف فرما دیں گے۔ آخر زندگی میں بسا اوقات ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آدمی جرم کرے۔

یہ دراصل ان انسانوں کی نفسیات کا بیان ہے جو جرم کے لیے اباحت چاہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نیک رہے اور انشاء اللہ نیک رہیں گے لیکن بیچ میں یہ گناہ ہے اور یہ ہمارا امر اضطراری ہے ناگزیر ہے کہ ہم ایسا کریں۔ اگر فرض کرو کہ رشوت کا معاملہ ہے تو کہتے ہیں صاحب! رشوت کے بغیر کام ہی نہیں چلتا۔ امر ناگزیر یہ ہے اگر ہم رشوت نہیں دیں گے تو ہمارا کام کیسے چلے گا۔ اور الحمد للہ پہلے بھی پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، نیکی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی نیکی کی زندگی بسر کرتے رہیں گے لیکن بیچ میں اس جرم کا ارتکاب ناگزیر ہے اور جرم کے بعد توبہ کر لیں گے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ یوسف کو کہیں پھینک آئیں یا قتل کر دیں یقیناً یہ جرم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے لیکن اس کے بعد زندگی ہوگی توبہ کر لیں گے نیک لوگ بن جائیں گے۔

یہ وہ تفسیر ہے جس کی بنیاد پر میں نے ترجمہ کیا تھا وتکونوا من بعدہ قوما صالحین (اور اس کے بعد نیک لوگ بن جانا) بعض مفسرین نے کہا ہے کہ نہیں یہ بات نہیں [illegible] کا مطلب ہے کہ اس کے بعد تمہارے سارے کام سنور جائیں گے، صحیح ہو جائیں گے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کا وجود جو برادران یوسفؑ سے برداشت نہیں ہوتا تھا اس کے بعد جو اسباب تھے منجملہ ان کے یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی فراست نبوت کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے مستقبل کے بارے میں آگاہ تھے وہ ان کی رائے کو دوسروں کی آراء پر ترجیح دیتے ہوں گے۔ اس لیے کہ ہر جگہ ان کے ساتھ ترجیحی سلوک ہے اور اس سے اہل تصوف نے یہ بات نکالی ہے کہ اگر فرض کیجئے کہ ایک مرشد ہے جس کے بے شمار مرید ہیں۔ مسترشد ہے جن کے اندر وہ نیکی، طاعت عبادت کا ملکہ زیادہ پاتا ہے۔ اسے حق پہنچتا ہے کہ اس کے ساتھ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ محبت اور اختصاص کا معاملہ رکھے۔ اس لیے کہ کسی اپنی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے اطاعت گزار ہیں جو کچھ ان سے کہتا ہے وہ اسے صحیح طور پر نبھاتے ہیں۔ اس کی پابندی کرتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے اندر وہ "کوالٹیز" تھیں۔ جو دوسرے بھائیوں میں نہ تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس بنیاد پر ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتے تھے کہ وہ نیک تھے۔ طاعت گزار تھے، ان کی رائے صائب ہوتی تھی بھائیوں کے مقابلہ میں اور انہیں یہ ناگوار گزرتا۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ جب یوسفؑ کا کانٹا بیچ میں سے نکل جائیگا تو اس کے بعد تمہارے سب کام سنور جائیں گے، درست ہو جائیں گے۔ پھر تمہارے لیے کوئی مزاحمت باقی نہ رہے گی۔

یوں سمجھنا چاہیے کہ برادران یوسف علیہ السلام کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں یوسف علیہ السلام موضوع تھے اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں باہم گفتگو کی جا رہی ہے۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ؟

سرخیوں سے خون کی آتا ہے تاریخوں میں رنگ
کربلاؤں سے ہے دینِ مصطفیٰؐ کی آبرو!!

تعارف و تبصرہ

حیاتِ امیرِ شریعت

جانباز مرزا پرانے قومی کارکن ہیں۔ ساری عمر اہل حق و صفا کے ساتھ گزار دی اور عمر کا ایک حصہ جیل کی نذر ہوگیا۔ مجلس احرار اسلام اور اب جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگوں سے انہیں گہرا تعلق ہے اور یہ حضرات بھی مخلص ترین ساتھی اور عزیز کی طرح چاہتے ہیں۔ بالخصوص امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ سے تو موصوف کو بہت گہرا لگاؤ تھا اور شاہ جی بھی انہیں بچوں کی طرح چاہتے۔ مرزا صاحب نے شاہ جی کو سفر و حضر میں دیکھا اور خوب دیکھا۔ چند سال پہلے انہیں خیال آیا کہ اس مخصوص فضا میں جہاں ہمارے بزرگوں اور اکابر کا نام اور کام قصداً مخفی رکھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ان کا تعارف کرائیں۔ اس خیال سے انہوں نے قلم اٹھایا اور چھ سو کے قریب صفحات پر مشتمل حیات امیر شریعت نامی کتاب لکھ دی جو پہلی مرتبہ لیتھو پر چھپی اور اب دوبارہ آفسیٹ پہ شائع ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یادداشتوں اور مستند ماخذوں سے شاہ جی کی سوانح حیات مرتب کرکے ایک فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

یہ کتاب محض شاہ جی کی سوانح حیات ہی نہیں، بلکہ ایک عہد کی داستان ہے۔ وہ عہد جس میں اللہ کا نام لینا سنگین جرم تھا اور اس کی سزا پھانسی سے لے کر کالے پانی تک تھی وہ حالات کسی نہ کسی صورت میں اب بھی موجود ہیں۔ ایسے میں یہ سوانح حیات ہر کسی کے لیے اور بالخصوص قومی کام کرنے والوں کے لیے شاہراہ حیات کا کام دے گی۔

یہ عظیم کتاب خوبصورت جلد بہترین لکھائی چھپائی جیسی ظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ ہے ۲۵ روپے میں مکتبہ تبصرہ ۱۷۴ گلشن کالونی شاد باغ لاہور سے مل سکتی ہے۔

مولانا سید حسین احمد مدنی کے بارے میں

اپنے سابقہ رویّہ پر

اعترافِ تقصیر و اظہارِ ندامت

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ ایک نابغہ اور عبقری انسان تھے اور اس قسم کے لوگوں کو جن جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے شیخ مدنی بھی ان سے دوچار ہوئے۔ ان مصائب و مشکلات میں ہم عصر و معاصر حضرات کی رقابت بھی ہے۔ چنانچہ حضرت بھی اس کا شکار ہوئے بلکہ بہت زیادہ! یار لوگ آپ کی مانند دیدۂ بینا اور قلب صافی سے محروم تھے۔ تو آپ کو نشانہ ستم بنا لیا اور بدقسمتی سے علامہ اقبال رح کو بھی اس پروگرام میں شریک کرلیا لیکن علامہ طالوت مرحوم کی باہمی خط و کتابت نے علامہ اقبال کے شکوک رفع کردیے اور علامہ نے مسئلہ قومیت پہ اعتراض کے ضمن میں اپنے اشعار کے متعلق معذرت کرلی لیکن نام نہاد وارثانِ اقبال آج تک بددیانتی کے مرتکب ہو کر ان اشعار کو بغیر معذرتی نوٹ شائع کرتے ہیں اور ایک ولی کامل کے استخفاف و توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مشہور فاضل پروفیسر یوسف سلیم چشتی جو اقبالیات کے بہترین سکالر اور شارح ہیں ان تمام تفصیلات کو مرتب کیا مزید یہ کہ اقبال کی نسبت کے پیش نظر شیخ کے حق میں جو زیادتیاں کیں ان کے متعلق واضح اعتراف

کیا۔ اور اظہارِ ندامت کیا۔ یہ مقالہ چند سال پہلے متعدد رسائل میں چھپا۔ اب جمعیۃ طلباء اسلام صادق آباد نے اس مقالہ کو بہترین کتابت و طباعت سے مزین کر کے یہ گلدستہ طیار کر دیا ہے۔ جو ڈیڑھ روپیہ میں جمعیۃ طلبہ اسلام صادق آباد کے دفتر سے مل سکتا ہے درمیانے سائز کے ۶۵ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ اس قیمت پر یقیناً ارزاں ہے اور اس قابل ہے کہ ہر پڑھا لکھا آدمی اس کا مطالعہ کرے اور تاریخ ہند کے اس باب سے واقفیت حاصل کرے جس کی آڑ میں ایک ولی کامل کو نشانہ ستم بنایا گیا۔

اس رسالہ کو آپ پڑھیں گے تو آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور آپ کو خداوندانِ پاکستان کی اصلیت معلوم ہو جائے گی

کلیاتِ شیخ الہندؒ

حضرت شیخ الہندؒ قدس سرہٗ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ؎

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس دیدہ ور انسان نے قرآن کے مترجم و مفسر، حدیث کے شارح، متکلم فقیہ مدرس اور نہ معلوم کس کس حیثیت سے نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ ایک مجاہد فی سبیل اللہ اور ایک قائد تحریک اسلامی کی حیثیت سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان پر برٹش میوزم لندن کی سرکاری دستاویز شاہد عدل ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت فن شاعری سے بھی لگاؤ رکھتے۔ لیکن فی کل وادیھیمون کے بجائے آپ نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو اعلیٰ و ارفع مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ آپ کے شاگرد عزیز حضرت میاں سید اصغر حسین محدث دیوبندی قدس سرہٗ نے آپ کا تمام منظوم کلام، مدحیہ قصائد، مرثیے اور بزرگانِ دارالعلوم کی وفات پر کہی گئی تاریخیں جمع کر دیں اور ان کے ساتھ آپ کی مختصر سوانح عمریاں اور اسارت مالٹا کے زمانہ کے دو خطوط شامل کر کے چھاپ دیے۔

یہ مجموعہ عرصہ سے نایاب تھا اب مکتبہ محمودیہ کے کارپردازوں نے اسے بہترین کاغذ پر انتہائی خوبصورت طریق سے چھپوا دیا ہے۔

قیمت ۲/۵۰

مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

تصوف اور امام غزالیؒ

تصوف کو امام غزالیؒ سے وہی نسبت ہے جو منطق کو ارسطو سے ہے۔ امام صاحب نے جس زمانے میں ہوش سنبھالا تھا وہ مختلف وجوہ سے مادر پدر آزادی کا زمانہ کہلا سکتا ہے۔ شرعی مکلفات سے آزادی حاصل کرنے اور اسے تصوف کا رنگ دینے کی بے پناہ کوششیں ہو رہی تھیں۔ صوفیہ کے اوراد و وظائف اور تعلیمات و اعمال میں باطنیہ، اسماعیلیہ حلولیہ اور ملامتیہ وغیرہ کی ملحدانہ تعلیمات گڈمڈ ہو رہی تھیں۔ آپؒ کو حقیقتِ حال معلوم کرنے کا شوق ہوا۔ تحقیقِ حق کے اسی شوق میں آپ نے تمام فرقوں اور مذاہب کو چھانا کسی سے تسلی نہ ہوئی۔ آخرکار تصوف کی طرف رخ کیا مگر وہ قال نہ تھا بلکہ سراپا حال تھا۔ اس کا پہلا زینہ تزکیہ باطن تھا۔ امام صاحب کے مشاغل اس مقصد کے حصول کیلئے سدِ راہ تھے۔ بالآخر سب کچھ چھوڑا۔ ایک کملی پہن کر بغداد سے نکلے اور اس صحرا کی دشت پیمائی شروع کی سخت مجاہدات و ریاضات کے بعد بزمِ راز تک رسائی پائی۔

حقیقت کے پانے کے بعد آپ کی تعلیمات و کتب میں بلا کا اثر ہے۔ ہر فقرہ نشتر کی طرح چبھتا ہے۔ ہر بات جادو کی سی تاثیر رکھتی ہے۔ ہر لفظ پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اس تاثیر میں احیاء العلوم، کیمیائے سعادت اور رسالۂ لدنیہ سرفہرست ہیں۔ اس طرح امام غزالیؒ نے علیٰ وجہ البصیرت تصوف کو حلول و امتزاج اور باطنیت سے الگ صحیح اسلامی رنگ میں پیش کیا۔ اپنے وفورِ علم اور مشاہدۂ قلبی کی بدولت یہ ثابت کر کے دکھایا کہ صحیح اسلامی تصوف وہی ہے جسے حضور علیہ السلام نے "احسان" کے نام سے تعبیر فرمایا۔

الاحسان اَن تعبد اللّٰہ کانک تراہُ اِن لم تکن تراہُ فانہٗ یراکؒ احسان (خلوص) یہ ہے کہ جب تو اللہ کی عبادت کر رہا ہو تو تجھے یہ یقین ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ بات پیدا نہ ہو سکے تو اتنا یقین تو ضرور ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

امام غزالی بحیثیت معلم تصوف

تصوف کو بطور علم و فن پیش کرنے پر بھی امام غزالیؒ کا علم تصوف پر احسان ہے۔ ابتدا میں تصوف صرف زہد و عبادت کا نام تھا۔ زہد جس قدر بڑھتا گیا روحانی اوصاف یعنی صبر و شکر بھی، توکل و رضا، انس و محبت وغیرہ بھی خود بخود پیدا ہوتے گئے عبادت میں توجہ الی اللہ کا زور بڑھا تو مجاہدہ اور مجاہدے سے کشف و الہام اور بعض قسم کے خوارقِ عادت امور کا ظہور ہوا۔ غرض رفتہ رفتہ تصوف بہت سی چیزوں کا مجموعہ بن گیا لیکن یہ بات اچھی طرح طے نہ ہو سکی کہ ان میں سے تصوف کا اصلی حصہ کس قدر ہے۔

امام غزالی سے پہلے تصوف میں سب سے زیادہ جامع اور علمی پیرائے میں جو کتاب لکھی گئی وہ امام قشیری کا رسالہ تھا اس رسالے میں صرف ورع، التقویٰ، صبر و شکر وغیرہ کے عنوانات قائم کئے گئے تھے اور ہر عنوان کے نیچے قرآن مجید کی آیات اور بزرگوں کی حکایات لکھ دی گئی تھیں۔ کسی چیز کی حد اور حقیقت بیان نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی مکاشفات و روحانی ادراکات کا ذکر تھا۔ امام صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کمی کو اچھی طرح پورا کیا۔ اور علمی طور پر اس فن کو مرتب کیا اور حقائق کو کما حقہا واشگاف کیا۔ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے علامہ ابن خلدونؒ جیسا مفکر اپنی مایۂ ناز تصنیف مقدمہ ابن خلدون میں یہ کہتا ہے۔

وجمع الغزالی بین الامرین فی الاحیاء فدون فیہ

احکام الورع والاقتداء ثم بین آداب القوم وسنتهم وشرح اصطلاحاتهم فی عباداتهم وصار علم التصوف فی الملۃ علماً مدوناً بعد ان کانت الطریقۃ عبادۃ۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں دونوں طریقوں کو جمع کیا۔ چنانچہ ورع اور اقتدار کے احکام لکھنے کے ساتھ اربابِ حال کے آداب اور طریقے بتائے اور مصطلحات کی شرح کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف بھی ایک باقاعدہ علم بن گیا۔ حالانکہ پہلے اس کا طریقہ صرف عبادت کرنا تھا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: اداریہ

پھنس کر عظمت و معراج کی حقیقی منزل سے کوسوں دور ہو چکے ہیں۔

آج ظلم و شقاوت کے علمبرداروں کی خلائی گاڑیاں چاند و مریخ پر اترتی ہیں تو غلامانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ششش و پنج کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان گاڑیوں کے موجد وہی ہیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سفرِ معراج پر پھبتیاں کستے لیکن ان کی مادی کامیابیوں نے ثابت کر دیا کہ اگر یہ ممکن ہے تو قدرت کے زبردست ہاتھوں سب کچھ ممکن ہے۔

مسئلہ کسی کی طرف یا کسی کی کامیابیوں کی طرف للچائی یا حسرت بھری نظروں سے دیکھنے کا نہیں بلکہ اصل مسئلہ عقائد و اعمال، اخلاق و کردار، معاش و اقتصاد، نظم و عدالت، تعلیم و تربیت غرض ہر شعبہ زندگی میں کائنات و معراج کے دولھا کی سچی، حقیقی ریا و تصنع سے پاک غلامی کا ہے کہ اس میں ہماری کامیابی ہے اور یہی معراج کا سبق ہے ؎

آقا تیری معراج کہ لوح و قلم تک پہنچی
اور میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچی

حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص

حضرت حاجی دین محمد صاحب کو صدمہ و خوشی

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں یہ خبر انتہائی غم سے سنی جائے گی کہ حضرت حاجی صاحب کے فرزند ارجمند جناب احمد سعید بروز بدھ بوقت ۱۲ بجے دوپہر ایک ہفتہ علیل رہنے کے بعد دارِ فانی سے کوچ کر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب قبرستان میانی شریف میں سپرد خاک کیا گیا ہے اور نماز جنازہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد حضرت مدظلہ العالی جب واپس حاجی صاحب کے گھر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب سے ایک احمد سعید لے کر دوسرا دے دیا ہے۔ حاجی صاحب کے دوسرے لڑکے فضل احمد کے گھر اللہ نے لڑکا عطا فرمایا۔ اور حاجی صاحب نے فوراً اس کا نام احمد سعید رکھ دیا۔ حضرت مدظلہ العالی نے نومولود کے کان میں اذان دی۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور نومولود کو حضرت حاجی صاحب کے خاندان اور امت کے لیے رحمت بنائیں۔

(اجمل قادری)

ضروری وضاحت

خدام الدین میں "مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کی حقیقت اس کی تحریرات سے" نامی کتاب پر تبصرہ شائع ہوا لیکن ہم پتہ درج کرنا بھول گئے جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ پتہ یہ ہے:-
جناب محمد مسلم بن برکت اللہ ٹھٹھائی کمپاؤنڈ۔ بندر روڈ۔ کراچی

انتقال پُر ملال

میرے انتہائی مہربان اور مخلص قاری محمد تقی الاسلام صاحب نزیل مدینہ منورہ کے برادر گرامی محمد حفیظ صاحب لاہور میں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(علوی ۲۲/۷)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
مکتبہ رشیدیہ لاہور

پندرہ سولہ دینی علمی تاریخی کتب کے علاوہ عربی کی جامع تفسیر
روح المعانی مشتمل بر سولہ جلد کی تکمیل اشاعت کے بعد

اہل سنت والجماعت کی معتبر مسلم اور مستند تفسیر
اردو کی سب سے ضخیم تفسیر پیش کر رہا ہے

تالیف بحر العلوم القرآن حضرت علامہ سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ مترجم فتاویٰ عالمگیری و ہدایہ

اس تفسیر کی خصوصیات اور محاسن و کمالات بیان کرنے کیلئے بیسیوں صفحات بھی ناکافی ہیں الغرض یہ کہ یہ تفسیر ایک ایسا گلدستہ ہے کہ جو کہنے کو تو تفسیر ہے لیکن درحقیقت بیک وقت جامع تفسیر ہزارہا احادیث و آثار کا ترجمہ اور بہترین شرح حدیث ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و استخراج اور اُن کے طرق استدلال کا انمول خزانہ، گنجینہ علم کلام معدن سلوک و معرفت ہزاروں ہزار مواعظ کا مجموعہ، نیچریت رفض اعتزال اور خارجیت کا مکمل مدلل اور احسن رد، عقائد و اعمال صحیحہ کا پیمانہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ ائمہ محدثینؒ و مجتہدینؒ کے مسلک و مشرب کا بطریق ترمذی شریف آئینہ اور تشنگان علم معرفت و متلاشیان راہ حق کے لیے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے ہر کوئی اپنے اپنے ذوق و نظر اور ظرف کے مطابق سیراب ہو سکتا ہے۔

پہلی دفعہ عنوانات اور فہرست مضامین کے ساتھ تفسیر برابر دس جلدوں میں ہر دو ماہ کے بعد ایک جلد کے پروگرام کے مطابق شائع ہوگی۔ پہلی جلد ان شاء اللہ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ میں منظر عام پر آئے گی۔

ہدیہ مکمل سیٹ ۶۰۰ روپے۔ پچاس روپے پیشگی آنے پر ۵۹۵ روپے۔ مکمل سیٹ کی قیمت پیشگی آنے پر مزید رعایتی ہدیہ ۵۶۰ روپے اور محصول ڈاک معاف —— مکمل سیٹ کا رعایتی ہدیہ گویا چار من کپاس یا پانچ من چاول یا سات من گڑ یا چودہ من گندم کی قیمت ہے۔ چار پانچ زمیندار مل کر یا ایک ہی مخیر زمیندار یا تاجر خرید کر گاؤں یا محلہ کی مسجد میں ہدیہ کر سکتے ہیں۔ صاحب نصاب لوگ زکوٰۃ و عشر کے روپے سے لے کر مستحق حضرات کو عطیہ دے سکتے ہیں۔ عام تاجر، ملازم اور خطیب و مدرس حضرات ہر ماہ تھوڑی بچت کر کے بالاقساط بسہولت خرید سکتے ہیں پیشگی والی رعایت ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ تک ہوگی محصول کی رعایت صرف ۵۶۰ روپے مکمل پیشگی آنے پر ہوگی

(نوٹ) اگر کاغذ طباعت وغیرہ کے نرخوں میں اضافہ ہوا تو اسی نسبت سے تفسیر کے نرخ میں اضافہ ہوگا۔ موجودہ رعایتی ہدیہ میں مزید رعایت کا بھی امکان ہے بشرطیکہ بعض مخیر حضرات نے اشاعت میں تعاون فرمایا

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ قیام پاکستان کے بعد پہلی پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے۔ جس کے قیام کی غرض و غایت اشاعت کتاب و سنت ہے، کمپنی کو طلب شدہ سرمایہ کے نصف سے بھی کم سرمایہ کی فراہمی اور منصوبہ کے مطابق خاطر خواہ کام نہ ہونے کے باوجود دوسرے ہی سال تقریباً دس فیصد نفع ہوا ہے۔ دینی کتب کے فروغ اور منفعت بخش کاروبار سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کمپنی کے حصص خرید سکتے ہیں اور قرض حسنہ بھی دے سکتے ہیں۔

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ○ ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نصف صدی قبل برصغیر پاک و ہند کے شہرہ آفاق مطبع نولکشور لکھنؤ نے شائع کر کے یہ دعویٰ کیا تھا: "تفسیر مواہب جس کا مثل و نظیر نہ اب تک ہوا ہے اور نہ غالباً آئندہ ہوگا" اس جامعیت کے ساتھ کوئی تفسیر قرآن شریف جس میں سب اقوال مفسرین جمع ہوں آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

علماء، خطباء، طلباء، وکلاء، عام اردو خوان حضرات کیلئے یکساں نافع و مفید قرآن پاک کا درس دینے والوں کیلئے بہترین اور زیادہ سے زیادہ مواد مہیا کرنے والی بے نظیر تفسیر

خصوصیات:
سائز ۲۰×۳۰/۸
ہر جلد تقریباً ۸۰۰ صفحات کی
عمدہ ولایتی کاغذ
سنہری دائی دار مضبوط جلد

والد ماجد : حضرت عبداللہ

والدہ محترمہ : حضرت آمنہ

اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امہات المومنین

۱. سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد
۲. سیدہ عائشہؓ بنت حضرت ابوبکرؓ
۳. سیدہ سودہؓ بنت زمعہ
۴. سیدہ حفصہؓ بنت حضرت عمر فاروق اعظمؓ
۵. سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ
۶. سیدہ ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سہیل
۷. سیدہ زینبؓ بنت جحش
۸. سیدہ جویریہؓ بنت حارث
۹. سیدہ ام حبیبہؓ بنت حضرت ابوسفیانؓ
۱۰. سیدہ میمونہؓ بنت حارث
۱۱. سیدہ صفیہؓ بنت حیی بن اخطب
۱۲. سیدہ ماریہؓ قبطیہ
۱۳. سیدہ ریحانہؓ بنت زید بن عمرو

اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیٹے

۱. قاسم
۲. عبداللہ
۳. طاہر (طیب)
۴. ابراہیم

(تمام حضرات نے بچپن ہی میں وفات پائی)

بیٹیاں :

۱. سیدہ زینبؓ زوجہ حضرت ابوالعاصؓ اموی
۲. سیدہ رقیہؓ زوجہ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ اموی
۳. سیدہ فاطمہؓ زوجہ حضرت علی مرتضیٰؓ ہاشمی
۴. سیدہ ام کلثومؓ زوجہ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ اموی

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نواسیاں :

۱. سیدہ امامہؓ بنت حضرت ابوالعاصؓ اموی (زوجہ حضرت علیؓ ہاشمی)
۲. سیدہ ام کلثومؓ بنت حضرت علیؓ ہاشمی (زوجہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ)
۳. سیدہ زینبؓ بنت حضرت علیؓ ہاشمی (زوجہ عبداللہ بن جعفرؓ)
۴. سیدہ رقیہ بنت حضرت علیؓ ہاشمی (بچپن میں فوت ہوگئی)

نواسے :

۱. حضرت علیؓ بن حضرت ابوالعاصؓ اموی
۲. حضرت عبداللہؓ بن حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ اموی
۳. حضرت حسنؓ بن حضرت علیؓ ہاشمی
۴. حضرت حسینؓ بن حضرت علیؓ ہاشمی

صحابہ کرام [illegible]

۱. حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ ۱۰ دن
۲. حضرت عمر فاروق اعظمؓ 〃 ۱۰ سال ۶ ماہ ۱۰ دن
۳. حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ 〃 ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۲ دن
۴. حضرت علی المرتضیٰؓ 〃 ۴ سال ۹ ماہ
۵. حضرت حسنؓ 〃 ۶ ماہ
۶. حضرت امیر معاویہؓ 〃 ۱۹ سال ۳ ماہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا [illegible]

مسلم :

۱. اسد اللہ شیر خدا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
۲. حضرت عباس رضی اللہ عنہ

غیر مسلم :

۱. عبد مناف (ابوطالب)
۲. عبدالعزیٰ (ابولہب)

سرپرست سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱. حضرت عبدالمطلب (آنحضور کے دادا) ۸ سال کی عمر تک پرورش کی۔
۲. حضرت زبیر (آنحضور کے سب سے بڑے چچا) ۲۰ سال کی عمر مبارک میں ان کی سرپرستی میں جنگ فجار میں بھی اسی سال شرکت کی۔

(انساب الاشراف بلاذری ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ دار المعارف مصر)

بشکریہ مکتبہ مدنیہ
باغبانپورہ [illegible] جدید ○ گوجرانوالہ